65

ہماری ہمدردی کا دائرہ وسیع ہونا چاہئے

(فرمودہ ۲- ستمبر ۱۹۳۲ء بمقام ڈلہوزی)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

گلے میں خراش ہونے کی وجہ سے میں زیادہ تو نہیں بول سکتا لیکن نہایت اختصار کے ساتھ ایک ضروری امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں- سورۃ فاتحہ جو قرآن مجید کی تمام سورتوں میں سب سے پہلی سورۃ ہے اس کی سب سے پہلی آیت جو بِسْمِ اللّٰہِ کے بعد آتی ہے- اس میں بظاہر تو اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہی بیان کی گئی ہے لیکن در حقیقت اس میں ایک نصیحت بھی کی گئی ہے- فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ[1] کہ اللہ تعالیٰ سب جہانوں کا رب ہے- اسے کسی خاص قوم اور خاص جماعت کی رعایت مد نظر نہیں بلکہ بِلا کسی لحاظ کے سب کی ربوبیت فرماتا ہے- یہ وہ چیز ہے جس کی طرف بہت کم لوگوں کو توجہ ہے- دیکھو اللہ تعالیٰ کسی کو دوستوں عزیزوں کے ساتھ محبت رکھنے سے منع نہیں کرتا- اخوت اور برادری کے تعلقات رکھنے سے نہیں روکتا- بلکہ ایسا کرنے سے تو انسان اس کے حضور ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے- لیکن اخوت رشتہ داری یا دوستی کے سبب کسی کے ساتھ ناجائز رعایت یا طرفداری کو بھی پسند نہیں کرتا- جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ نہیں دیکھتے کہ آخر ہر بندہ کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی صفات کے ذریعہ سے ہی ہے- اب وہ لوگ اس کی صفات پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ اس کی صفات میں سے صفت ربوبیت سب پر حاوی ہے اور سب سے یکساں سلوک ہوتا ہے-

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمدردی کے لئے انسان دوستیاں قائم کرتا ہے اور اسی طرح دوستیوں کے نتیجہ میں باہمی سلوک اور ہمدردی ہوتی ہے- لیکن یہ دوستیاں اور تعلقات انصاف

کے معاملہ میں دخل انداز نہ ہونے چاہئیں- پس جب انصاف کا معاملہ درپیش ہو تو انسان کو چاہئے کہ صفت ربوبیت کو سامنے رکھ کر عمل پیرا ہو- اور اسی کے مطابق اپنے لئے راہ عمل تجویز کرے- جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کئی لوگ روگرداں، برگشتہ اور غافل ہوتے ہیں- بلکہ کئی اس کی ہستی کا انکار کرنے والے بھی دنیا میں موجود ہوتے ہیں لیکن باوجود اس کے سب کی ربوبیت ہو رہی ہے- سب کو کھانا ملتا ہے- کھانے سے سب کا پیٹ بھرتا ہے- اور ایسے لوگوں کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی رحمت بند نہیں ہوتی- تو یہی حال مؤمن کا بھی ہونا چاہئے کہ اس کا انصاف وسیع ہو- اور اس کی ہمدردی کسی قسم کے تعصب کے دائرہ میں محدود نہ ہونے پائے- اگر دنیا میں لوگ اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو بہت جلد دنیا سے فتنہ و فساد دور ہو کر حقیقی امن و سکون قائم ہو جائے-

ان دنوں ہمارے ملک میں جو آفت آئی ہوئی ہے کہ لوگ آپس میں دست و گریباں ہو رہے ہیں- ان میں لڑائیاں شروع ہیں یہ بھی صفت ربوبیت کے بھلا دینے کا نتیجہ ہیں- دیکھو! ایک ہندو ذہنیت کی اسی وسعت کو چھوڑتے ہوئے تمام سیاسی اور تمدنی امور میں مسلمانوں کا حق غصب کر کے بھی ہندو کو ہی ترجیح دیتا ہے اور پسند کرتا ہے کہ اس کی تمام امداد ایک ہندو کو ہی پہنچے- اسے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ کسی دوسرے کا حق پامال نہ ہو- جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں بھی ہندوؤں کی دیکھا دیکھی یہ تعصب پیدا ہو رہا ہے- حالانکہ دنیا میں کسی ملک کی ترقی بغیر اتحاد اور بغیر ایک دوسرے سے موافقت اور یگانگت کے نہیں ہو سکتی- ہندو فرقہ واری کے خلاف زبان سے تو شور مچاتے ہیں اور بڑے زور سے کہتے ہیں کہ ملک میں فرقہ وارانہ خیالات نہیں ہونے چاہئیں لیکن ان کے صرف یہ اقوال ملک میں امن نہیں قائم کر سکتے جبکہ ان کا اپنا عمل ان کے خلاف ہے- اور اکثر دیکھا جاتا ہے کہ حکومت کے دفاتر میں مسلمان ملازمین کو ان کی طرف سے ہر قسم کی تکلیف دی جاتی ہے- ان کے خلاف بِلاوجہ اور جھوٹے کیس بنائے جاتے ہیں- یہ تکلیف زدہ لوگ جب اپنے مسلمان بھائیوں اور دوسرے دوستوں کو ایسے واقعات بتاتے ہیں تو ضرور ہے کہ باقی مسلمانوں کا دل اپنے تکلیف زدہ بھائیوں کی تکلیف پر غم زدہ ہو اسی طرح اگر مسلمان ایسا کریں اور ہندوؤں کو بِلاوجہ تکلیف دیں تو دوسرے ہندوؤں کا جوش اور غصہ مسلمانوں کے خلاف بڑھتا ہے- پس جب حالات یہ ہوں تو ملک کس طرح آرام کا سانس لے سکتا ہے- جبکہ ہر قوم اسی کوشش میں ہے کہ دوسروں کے حقوق تلف کر کے خود ترقی حاصل کی جائے تو ملک میں

کس طرح امن قائم ہو سکتا ہے۔

ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے قائم کیا ہے کہ اس رَو کا مقابلہ کرتی ہوئی حق اور انصاف کی مثال دنیا میں قائم کرے۔ ہمیں یہ نہیں خیال کرنا چاہئے کہ ہم قلیل اور کمزور ہیں۔ اور نہ یہ سمجھنا چاہئے کہ ایک قطرہ Essence (اسنس) کا یا ایک اونس مٹھاس کا سمندر میں ڈالا جائے تو اس کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔ بے شک عام حالات میں اس کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ لیکن اسی اسنس کے قطرہ یا مٹھاس کے اونس میں جب ایسی طاقت ہو کہ ہر لمحہ گزرنے کے بعد اس کی طاقت بڑھتی جائے۔ تو یقیناً آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں ذخّار سمندر بھی اس قطرہ کی خوشبو کو قبول کرلے گا۔ اور ایک اونس مٹھائی کی قلیل مقدار اس پر غلبہ حاصل کرلے گی۔

پس ہماری جماعت کو پوری قوت کے ساتھ اس نقصان رساں اور مہلک رَو کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ اور چاہئے کہ اپنے نمونہ سے اس بات کا ثبوت مہیا کرے کہ غیروں کے ساتھ بھی اس کا معاملہ صفت ربوبیت کے ماتحت ہوتا ہے۔ مثلاً ہم میں سے اگر کوئی جج ہے تو اس کے تمام فیصلے انصاف کی کسوٹی پر پورے اترنے چاہئیں اور فیصلہ کرتے وقت انصاف سے علیحدہ ہو کر کسی کی رعایت مدنظر نہ ہونی چاہئے۔ اسی طرح سرکاری دفاتر میں دوسروں کے حقوق کا سوال ہے۔ ان کے حقوق کو پامال ہونے سے حتی الوسع بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ غرض یہ ہماری جماعت کا فرض ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ انصاف اور عدل کو وہ کبھی اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دے گی۔ اور اس نوعیت کی ہر برائی سے مجتنب رہے گی۔ یاد رکھنا چاہئے جو مثالیں ایک دفعہ قائم ہو جاتی ہیں۔ پھر دنیا میں ہمیشہ ان کا تتبع ہوتا رہتا ہے۔ شروع شروع میں تو بے شک لوگ ہمیں بُرا بھلا کہیں گے کہ انہیں غیروں سے اپنوں کی نسبت زیادہ انس ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ لوگوں کو سمجھ آجائے گی کہ درست طریق یہی ہے۔ کشمیر کے معاملہ میں ہمیں اس کا بہت تجربہ ہوا ہے۔ جب ہمارے آدمیوں نے بعض ان مقدمات میں جو کشمیری مسلمانوں پر ریاست میں چل رہے تھے، انصاف کو مدنظر رکھ کر سچی گواہیاں دیں۔ جن میں سے بعض نتیجۃً بعض مسلمان ماخوذین کے خلاف پڑتی تھیں تو یہ طریق اختیار کرنے پر دوسرے مسلمانوں نے کہا کہ یہ مسلمان ہو کر ہمارے خلاف گواہیاں دیتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے اپنے ہو کر ہمیں غیر سمجھا۔ دوسری طرف حکومت پہلے خلاف تھی اس نے بھی ہماری جماعت کے لوگوں کو تکلیفیں دیں اور اس طرح ہمارے آدمی اپنے ایمان اور انصاف کی حفاظت میں دونوں طرف سے تکلیف اٹھاتے رہے۔ لیکن مؤمن کو تکلیف

کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ صرف مسلمان کہلانے سے تو کوئی مومن نہیں بن سکتا۔ جب تک حقیقی طور پر مومنوں والے اعمال نہ بجالائے۔ غرض ہماری ہمدردی کا دائرہ الٰہی صفت ربوبیت کے ماتحت وسیع ہونا چاہئے اور دوسروں کے حقوق کی حفاظت بھی اپنا فرض سمجھنا چاہئے۔ لیکن میرا یہ مطلب نہیں کہ اپنوں کے حقوق کا خیال نہ رکھا جائے اور ظلم ہو گا اگر میں یہ کہوں کہ اپنی قوم کو فائدہ پہنچانے کا موقع میسر آنے پر بھی فائدہ نہیں پہنچانا چاہئے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اگر کسی جگہ بغیر کسی کی حق تلفی کے غیر کے مقابلہ میں اپنے مسلمان بھائی کو یا غیر ملکی کے مقابلہ میں اپنے ملکی کو یا غیر ممالک کے باشندوں کے مقابلہ میں برٹش ایمپائر کی رعایا کو فائدہ پہنچا سکے اور اس کو جائز موقع میسر ہو تو ضرور فائدہ پہنچائے۔ اس کا اس طرح فائدہ پہنچانا نہ صرف یہ کہ اس کے لئے گناہ کا موجب نہیں، بلکہ باعث ثواب ہے۔ غرض اپنوں اور غیروں کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے صفت رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ کو مدنظر رکھا جائے تو دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے اور فتنہ و فساد کا طوفان بند ہو سکتا ہے۔

(الفضل ۱۳ ستمبر ۱۹۳۲ء)

---

[1] الفاتحۃ: ۲